حیات ہاشم

اسدالعلماء مولانا سید اسد علی صاحب قبلہ الہ آبادی

حیات ہاشمؑ

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمْ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیرِ خَلْقِہٖ وَ اَشْرَفِ حُجَجِہٖ وَ خُلَفَائِ الصَّادِقِینَ محمدؐ وآلِ محمدؐ سے تعارف حاصل کرنے کے بعد کون ایسا ہوگا جس کو جناب ہاشمؑ سے تعارف نہ ہو۔ عبد مناف کے چھ بیٹے تھے جن میں سب سے بڑے ہاشم اور عبد شمس تھے کیونکہ یہ دونوں توأم پیدا ہوئے تھے۔ اس طرح کہ ایک کی انگلی دوسرے کی پیشانی سے چسپاں تھی جس کو کاٹ کر فصل قائم کیا گیا۔

یہ ابتدا ہے اس انتہا کی جس کے لئے حق و باطل ہی کی مثال درست ہوسکتی ہے۔ عاتکہ بنت مرّہ وہ محترمہ ہیں جن کا بطن مطہر اس گوہر نایاب کا صدف بنا۔ سب سے چھوٹے بیٹے جناب مطلبؑ تھے جو ہاشمؑ کے ساتھ صلبی و بطنی اتحاد رکھتے تھے۔ آپ کا اصل نام ''عمرو العلاء'' ہے اور کنیت ابو فضلہ ہے کیونکہ فن تیر اندازی میں وہ کمال حاصل تھا جو جناب اسمٰعیلؑ سے وراثتاً ملا تھا۔

ہاشمؑ کی عظمت

عبد مناف کے گلدستہ اولاد میں ہاشمؑ ہی گل سرسبد تھے۔ یہی وہ ہستی تھی جو اپنے کردار کی بدولت دنیا پر چھا گئی، جس کے ذاتی اوصاف نے تمام قریش کی گذشتہ عظمت کو صرف مکہ وحجاز ہی میں نہیں، بلکہ عرب و مضافات عرب میں استقلالی حیثیت عطا کی، عرب کی خفتہ معاشرت کو بیدار کیا، فکر و نظر کے دھارے کو موڑا۔ ظاہری شکل وشمائل کے لحاظ سے دیکھا جائے تو دو گیسو نظر آئیں گے جن کا تار تار اسمٰعیلی رشتہ کا مظہر تھا، اکثر راہ طے کرتے ہوئے کسی بشیر کی آواز پردۂ گوش تک آتی تھی۔ ہاشم تم کو مبارک ہو کہ اشرف موجودات کا ظہور تمہاری نسل سے ہوگا، ایسا بھی ہوتا تھا کہ تاریکی میں آپ کے جسم سے شعائیں ظاہر ہوتی تھیں۔

برہنہ جسموں کو لباس عطا کرنا، بھوکوں کو سیر کرنا، تنگدستوں کی دست گیری کرنا، قرضہ داروں کو ہلکا کرنا آپ کا شیوہ تھا۔ کسی آنے جانے والے کے لئے آپ کا در بند نہ تھا۔ حدتو یہ تھی کہ جب آپ کوئی دعوت ولیمہ کرتے تھے یا معمولاً خوان کرم بچھاتے تھے اور کچھ بچ جاتا تھا تو گھر واپس نہیں جاتا تھا بلکہ دیگر مخلوق خدا کے لئے ہوتا تھا۔ قحط کے موقع پر شام جا کر جو کچھ سامان حیات فراہم کیا تھا۔ سب کا سب حاجیوں کے لئے تھا، خود ایک دن کا آذوقہ بھی نہیں لیا جس کو چار شعروں میں شاعر نے ادا کیا ہے خلاصہ یہ ہے اے شخص اگر جانا ہو تو عبد مناف کے گھر تک جانا۔ اگر تو ان کے دروازے سے گذرے گا تو جودوکرم کے مظاہرات تیری آنکھوں کو خیرہ بنادیں گے۔ عالی ظرفی کا سمندر تجھ کو اپنے آغوش میں لے لیگا۔ وہ عمر والعلاء جنھوں نے اپنی قوم کی ضیافت ثرید سے کی جبکہ عرب جاں بلب تھے وہ ہاشم جنھوں نے جاڑے گرمی کے دو سفر قریش کے لئے معین کئے۔ حسن معنوی کے یہی خط وخال تھے جس کو دیکھنے کے لئے قیصر وشاہ روم اور نجاشی شاہ حبش کی گردنیں بلند تھیں اور اپنے یہاں عقد کے خواستگار تھے جس کو ہاشم کی عظمت نے پست سمجھا۔

قریش کی ترقی ہاشمؑ کی ممنون ہے

قریش کا دور ارتقاء اگرچہ قصی بن کلاب کے زمانے سے شروع ہوتا ہے۔لیکن درحقیقت وہ بالکل ابتدا تھی۔اصول ارتقاء کے مطابق کسی قوم، ملک، تمدن کی تمہید اور تکمیل ایک ہی وقت میں نہیں ہوسکتی۔قطرہ کو گہر ہونے تک بہت سے طوفان دیکھنے پڑتے ہیں۔قصیٰ کی لیاقت اور صلاحیت کا ہر صاحب نظر معترف ہے۔انہوں نے اپنی کارگزاری کے دور میں گذشتہ عظمت کے واپس لینے کے لئے ملک وقوم کی بہبود کے واسطے ترتیب نظام کی خاطر بہت ہی کارآمد تدبیریں سوچیں اور اکثر کو جامۂ عمل پہنانے میں بھی کامیاب ہوئے اور مفید نتائج برآمد کئے لیکن یادرکھئے کہ یہ ساری تجویزیں اور تدبیریں ہاشم کے ہاتھوں نقطۂ کمال تک پہنچیں۔

ہاشم اور حرم

حرم کے انتظامی معاملات کے متعلق ہاشمؑ کے دادا قصیٰ کے زمانے ہی سے کچھ شکایتیں چلی آرہی تھیں۔قصیٰ کے وقت ہی میں ان کے فرزند عبدالدار حرم کے منتظم تھے۔ان کے دور میں بھی شکایتیں بدستور باقی رہیں۔لیکن جناب ہاشم ساکت ہیں کہ کہیں باہمی نزاع کا باب نہ کھل جائے لیکن بنی عبدالدار کے ہاتھ جب انتظام آیا تو اس قدر ابتری رونما ہوئی کہ جناب ہاشم نے مداخلت ضروری سمجھی، اگر حرم کا معاملہ نہ ہوتا تو غالباً آپ ایسا ایثار آموز اقدام نہ کرتے، لیکن یہ وہ حضرات تھے جنہوں نے کبھی شعائر اللہ کے معاملات میں ذاتی مخالفتوں کے ماتحت ہونے والے نقصان کا لحاظ نہیں کیا، وہ جس قدر بھی ناقابل تلافی ہوں۔

ایک دن آپ نے تمام بھائیوں کو جمع کیا اور قابل اصلاح امور کو ان کے روبرو پیش کیا، چونکہ یہ بے لوث حرم کی خدمت کا جذبہ تھا۔لہٰذا کسی نے بھی مخالفت نہ کی، سب نے منظور کرلیا کہ عبدالدار کی اولاد سے حرم کے انتظامات واپس لے لئے جائیں۔ اپنی جماعت کو رشتہ اتحاد میں منسلک کرنے کے بعد بنی عبدالدار کو حرم کی خدمتیں واپس کرنے کا پیغام بھیجا گیا۔ان لوگوں نے قطعی انکار کردیا۔جس کی بنا پر باہم اختلافات رونما ہوئے جو آخر میں بڑھتے بڑھتے زبردست معرکۂ کارزار گرم کردیتے ہیں، اگر اس طرح تقسیم خدمات کرکے مصالحت نہ ہوجاتی کہ سقایت، رفادت اور دارالندوہ کے خدمات ہاشمؑ کے پاس رہیں، اور حجابہ۔لوا کے معاملات کا انتظام بنی عبدالدار کریں۔

ان تینوں خدمتوں کو جس خوش اسلوبی سے جناب ہاشمؑ نے اپنے زمانہ حیات میں انجام دیا وہ آج تک عرب میں یادگار ہے۔حریم امن کی مقدس خدمت کی خاطر خواہ اصلاح فرما کر عزم ہاشمی قومی وملکی رفاہ کی طرف متوجہ ہوا۔

ہاشمؑ کی قومی اصلاحات

کون ناہموار ذہن ایسا ہوگا جس کو عرب کی بے سروسامانی اور زمین عرب کی بے مائگی کا علم نہ ہو، معلوم ہے کہ وہ نہایت نادار تھے اور اپنی بے نوائی کی اصلاح کرنا ان کے لئے جوئے شیر لانے سے کم نہ تھا، اور جب تک ناداری دور نہ ہو تمدنی و معاشرتی ترقی حاصل نہیں ہوسکتی۔یہی حالت تھی جس نے ہاشمؑ جیسے ہمدرد کو اٹھا کر کھڑا کردیا۔زنگ خوردہ دلوں کو آشنائے اقدام وعمل بنایا سوسمار خور قوم کے دل میں تاج کیانی کی امنگ نے انگڑائی لی، عرصہ دراز کے بعد مزبلون اور کھنڈروں میں نشوونما پانے والے خیالات نے شاہین کے بال وپر پیدا کئے۔نتیجہ یہ ہوا کہ دیرینہ تنزلی مرفہ الحالی سے ہمکنار ہوئی۔رفتہ رفتہ مفلوک الحال قوم کاروباری بن گئی، تمام مشرقی ومغربی مورخین ومحققین کا اس پر اتفاق ہے کہ قریش کے دل ودماغ میں بیوپار وکاروبار کرنے کا شوق وذوق جناب ہاشمؑ ہی نے پیدا کیا، اس کے قبل تجارت کا وجود بنی قطورہ بنی سیارہ اور اصحاب مدین تک محدود تھا، اسمٰعیلی عرب کا کچھ حصہ تھا بھی تو برائے نام تھا۔

یہاں یہ امر قابل لحاظ ہے کہ جناب ہاشمؑ نے اس تاریکی کے دور میں ملکی رفاہ اور قومی اصلاح کے لئے جو شاہراہ تجویز کی وہ

آج کی روشن دنیا میں بھی رہروانِ ترقی کے پیش نظر ہے ۔ لہٰذا آسانی سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ قومی خدمات وخیالات کے متعلق تقریباً ڈیڑھ ہزار قبل ہاشمی نظریات اتنے ہی بلند تھے جتنے آج کسی ریفارمر کے ہوسکتے ہیں۔

ہاشمؑ کی قیادت میں قریش شاہراہ تجارت پر

جناب ہاشمؑ نے ان کو خاص طور پر تجارت کی طرف رغبت دلائی اور اپنے خاص سرمایہ سے ان کی حوصلہ افزائی بھی کی ۔ عرب کی جفاکش قوم کے لئے تجارت ہی ایک دلچسپ چیز تھی لیکن ناداری اکثر اس راہ میں حائل ہوا کرتی تھی ، جن لوگوں کے پاس کچھ سرمایہ تھا وہ تجارت کی طرف مائل ہوئے ، لیکن خودغرضی ان کی شریک کار رہی انہوں نے یہ نہیں پسند کیا کہ ساری قوم اس راہ پر چل کر ترقی یافتہ بن جائے اور پھر ان کی ہمسری کرے۔

حوصلہ مند ، فیاض ضمیر ہاشمؑ نے اس ذہنی پستی کا احساس کیا کیونکہ ان کے بلند اصول حقوق مساوات پر قائم تھے ۔ ذاتی نفع اندوزی نے ان کے خیالات کو مس نہیں کیا تھا ۔ انہوں نے اپنی نادار قوم کو تجارت سے لگایا ، تنگدستوں کی اپنے سرمایہ سے دستگیری کی ، ان کی منتشر جماعت کو رشتۂ اتحاد میں منسلک کرکے انسانیت کا گلدستہ تیار کیا ۔ تجارتی کاروان بنانے کے لئے ان کے نقل وحرکت کے لئے اصول مقرر کئے ، سال میں دوبار دو مختلف سمتوں کی طرف تجارت کی غرض سے جانے کا دستور العمل بنایا ۔ یہ قافلہ جاڑے کے موسم میں یمن وحبشہ جاتے تھے ، اور گرمی میں شام اور اس کے مضافات تک ۔ اسی بناء پر ہاشم کو صاحب ''ایلاف قریش'' کہا جانے لگا ۔ یعنی ان کی کوشش کی بدولت یہ بے جان جماعت رینگنے لگی اور پھر دوڑنے لگی ۔ قرآن نے ان مساعی جمیلہ کو ذکر باقی بنا کر محفوظ کردیا ۔ چار آیتوں کا سورہ قریش ، یہ اعلان کرتا ہوا مکہ میں نازل ہوا کہ اسی رسولؐ کے جد کی بدولت تم کو آج یہ دن دیکھنا نصیب ہوا ، اسی رسولؐ کے جد ہاشمؑ نے تم میں حرکت عمل پیدا کی ، جاڑے گرمی کے دو سفر مقرر کرکے سرد وگرم عالم سے روشناس کیا ، نشیب وفراز کی زندگی سے آشنا بنایا ، وحشت سرا کو معمورۂ الفت بنایا ، فقر وگرسنگی کو سیر چشمی وسیر شکمی سے بدلا ، پھر اس کارساز کی جانب کیوں نہیں جھکتے ، جبین عبودیت اس کی چوکھٹ پر کیوں نہیں جھکاتے ۔ دادا کے بدولت تم کو مادی سکون نصیب ہوا تھا ۔ پوتے کے روح پرور پیام سے نفس مطمئنہ کی منزل پر کیوں نہیں پہنچتے ۔

جناب ہاشمؑ کی کوشش کا نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے ہی دنوں میں نادار قریش کی حالتوں میں ترقی ودرستی کے آثار نظر آنے لگے ، اور پھر وہ لوگ خود ہی اس کاروبار میں ہمہ تن مصروف ہوگئے ۔

ایوان قیصر میں جلال ہاشمؑ

نفس انسانی اکثر گمراہ ہوکر حسد کرنے لگتا ہے اور یہی آتش گیر مادہ خرمن اجتماع پر برق بن کر گرتا ہے اور بڑے فتنوں کا سبب بن جاتا ہے ۔ جناب ہاشمؑ کی کوششوں کو بارآور ہوتے دیکھ کر شام و یمن کی مقامی تجارت پیشہ قومیں حسد ونفسانیت کی آگ میں جلنے لگیں ، کاروبار میں خلاف امید رکاوٹیں پیدا کرنے لگیں ۔ جناب ہاشمؑ اگرچہ کبھی قافلوں کے ساتھ اپنا مال تجارت لے کر جاتے تھے اور کبھی خود مکہ میں رہ جاتے تھے ۔ مگر اہل شام ویمن کا بدلا ہوا انداز دیکھ کر انہوں نے فوراً توجہ کی ، اور بہ نفس نفیس قیصر کے پاس ان امور کی اصلاح کے لئے چلے گئے ۔ اس نے ان کا بڑا اعزاز کیا اور انہوں نے اپنا مقصد بیان کیا اور اس کی رعایا کے ہاتھوں قریش کے کاروان تجارت کو جو جو دشواریاں پیش آئی تھیں ایک ایک کرکے بیان کردیں قیصر نے بکمال رضا ورغبت قریش کے قافلہ کے لئے امن وامان ، حفاظت مال وجان کا پورا سامان کیا ، اپنے حدود سلطنت میں آمد ورفت کی سہولتوں کے متعلق معاہدہ لکھ کر جناب ہاشمؑ کی خدمت میں پیش کیا ، اور اس کی نقلیں تمام قلمرو میں عموماً اور ان علاقوں میں خصوصاً جو راہ مکہ وشام سے قریب تھے عمال و روساء قبائل کے پاس بھجوادیں ۔ ہاشم کی فرمائش پر قیصر روم نے فرمان لکھ دیا کہ قریش کے سامان تجارت

پر کوئی ٹیکس عائد نہ کیا جائے۔

ہاشمؑ کا خط نجاشی کے نام

یہ تو ملک شام کا تجارتی راہوں کی ہمواری کے متعلق ہاشمی کارنامے تھے۔ اب رہا یمن اور حبشہ کا انتظام، تو اس کے لئے جناب ہاشمؑ کی روشن ضمیری نے دربار کی حاضری ضروری نہیں سمجھی۔ صرف مراسلت کافی سمجھی، چنانچہ ایک خط لکھ دیا اور اسی سے خاطر خواہ کام نکل گیا، جیسا کہ طبقات ابن سعد کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔

آپ نے حبش کے بادشاہ نجاشی سے بھی اسی قسم کا فرمان حاصل کیا، جیسا کہ قیصر سے حاصل کیا تھا کہ اہل عرب کے مال پر کوئی ٹیکس عائد نہ ہو، چنانچہ عرب جاڑوں میں یمن اور گرمیوں میں شام ہوتے ہوئے ایشیائے کوچک تک جا کر تجارت کر آتے تھے۔ اس زمانہ میں، انقرہ قیصر کا پایہ تخت تھا، وہاں جب تجار قریش پہنچتے تھے تو قیصر نہایت احترام سے خیر مقدم کرتا تھا۔ عرب کے راستے خود لوٹ مار کی آماجگاہ تھے، جناب ہاشمؑ نے ان قبائل کا دورہ کیا، اور یہ طے کرایا کہ یہ لوگ قریش کے کاروان تجارت کو ضرر نہ پہنچائیں گے اور قافلہ قریش ضرورت کی چیزیں لے کر ان کے یہاں جائے گا اور تجارت کرے گا۔ اس کوشش کا نتیجہ یہ ہوا کہ اور کوئی محفوظ رہے یا نہ رہے لیکن یہ کارواں ہمیشہ محفوظ رہا۔

ملک وقوم کی ہی وہ خدمتیں تھیں جو ہزاروں انقلاب کے بعد بھی جریدۂ عالم پر ثبت ہیں اور یہی وہ محاسن خدمات تھے جن کی ہزاروں زبانیں شکر گزار ہیں۔

ظاہر ہے کہ خدمت خلق انسان کو مخدوم روزگار بنا دیتی ہے۔ عالم یہ تھا کہ ساری قوم ان کی اطاعت کو فخر سمجھنے لگی۔ اور ہر انسان ان کو اپنا سچا حامی و سرپرست ماننے لگا۔

واردانِ حرم پر ہاشمؑ کا کرم

ہاشمؑ کے بعد قصیٰ کے دور میں حاجیوں کی اعلیٰ پیمانے پر خدمت کی جاتی تھی۔ انہوں نے قریش پر ان کی ضیافت لازم کر دی تھی، ان کے حکم سے قریش نے یہ دستور بنا لیا تھا کہ اپنے سال کی آمدنی سے ایک رقم اس کام کے لئے علیٰحدہ کر دیتے تھے، گویا سال کے اخراجات کا جزو لازم تھا۔ اس رقم کو قصیٰ کے پاس جمع کیا جاتا تھا، ایام حج میں جب تک حاجیوں کا قیام مکہ و منیٰ میں رہتا تھا اسی رقم سے ان کی تواضع ہوتی تھی، قصیٰ نے بڑے بڑے حوض بنوائے تھے اور ان سے حاجیوں کو سیراب کیا جاتا تھا، یہ طریقہ عبد مناف کے دور میں جاری رہا اور پھر جناب ہاشمؑ کے دور میں اور زیادہ وسعت اختیار کر گیا۔

ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں:۔

ہاشمؑ بن عبد مناف کو سقایت کی خدمت ملی، اور واردان حرم کی ضیافت ان کے سپرد ہوئی۔ یہ تمام قبیلہ قریش میں ایک مرفہ الحال بزرگ تھے، جب یہ عہدے ان کو سپرد ہوئے اور موسم حج قریب آیا تو ہاشمؑ نے تمام قریش کو جمع کر کے مخاطب فرمایا، ''اے جماعت قریش تم خدا کی جماعت ہو اور اس کے حرم کے رہنے والے، اس زمانہ میں مراسم تعظیم بجالانے کی غرض سے زائروں کا جماؤ ہوتا ہے، دیکھو یہ سب خدا کے مہمان ہیں، اور خدا کے مہمان سے بڑھ کر کون لائقِ عزت ہوگا، خدا کا احسان ہے کہ اس نے یہ موقع صرف تم کو دیا ہے، کسی اور قوم کو یہ موقع دے کر مکرم نہیں بنایا لہٰذا اپنے مہمانوں، زائروں کا اکرام کرو، ذرا خیال تو کرو کس قدر لاغر ہو جانے کے بعد ان کے اونٹ تم تک پہنچتے ہیں، دور دراز کی مسافت طے کرتے کرتے کس قدر وہ غبار میں اٹ جاتے ہیں، ان کے جسم و لباس خرابی و خستگی کا مجموعہ بن جاتے ہیں، لہٰذا تم کو نہایت سیر چشمی کے ساتھ ان کی ضیافت کے فرائض انجام دینا چاہئے۔

اس تبلیغ کا نتیجہ یہ ہوا کہ قریش نے رفادہ کا سامان کرنا شروع کیا، اور ہر غریب و امیر نے اپنی استطاعت کے لحاظ سے بھیجا، خود ہاشمؑ بھی اپنے سرمایہ سے اس مصرف کے لئے مال کثیر نذر کیا کرتے تھے۔ قریش کے ارباب ثروت کھانا کھلاتے تھے

اور ان میں کا ہر شخص سو مثقال ہر قلیہ کعبہ کے لئے نذر نکالا کرتا تھا۔ ہاشمؑ نے حجاج کے پانی پلانے کے لئے چمڑے کے بڑے بڑے حوض بنوائے تھے، جو زمزم کے پاس رکھ دیئے جاتے تھے اور مکہ کے کنوؤں سے لبریز کردیئے جاتے تھے، چاہ زمزم تو مدت سے پٹا ہوا بے نام ونشان پڑا تھا، اور حاجیوں، زائروں کو سیراب کیا جاتا تھا۔ حجاج کو ''یوم ترویہ'' کے ایک دن قبل سے کھانا کھلایا جاتا تھا اور یہ سلسلہ ''منیٰ'' عرفات تک جاری رہتا تھا۔ ان تمام دنوں میں ان کے لئے گوشت، روٹی، روغن، ستو، خرمے کا نہایت فیاضی کے ساتھ انتظام کیا جاتا تھا۔ مقام ''منیٰ'' میں بھی ان کے لئے پانی کے حوض کا اہتمام کیا جاتا تھا جس سے وہ خاطر خواہ سیراب ہوں۔ یہ ضیافت کی آخری منزل ہوتی تھی جس کے بعد یہ جمعیت منتشر ہونے لگتی تھی۔

ہاشمی فیاضیوں کے یہی غیر فانی نقوش تھے، جو صرف قریش نہیں بلکہ عالم کے گوشے گوشے پر ثبت ہو چکے تھے۔ عرب کے باہر بھی اقوام وقبائل ان کی ذاتی عظمت و وجاہت سے اثر پذیر تھے۔ پورے سال بھر دنیا میں جہاں جہاں سے بھی لوگ زمین حرم پر آتے تھے ان وسیع دسترخوانوں، کشادہ دیگوں، شکم نواز پیالوں کا چرچا ہوا کرتا تھا اور شہرۂ ہاشمی آفاق عالم کو عبور کیا کرتا تھا، شکر کے جذبات دل کی گہرائیوں سے ابل کر مفصل نظموں، اور بلند بانگ خطبوں کی صورت میں خاموش فضا میں گونجا کرتے تھے۔

مکہ میں قحط سالی اور ہاشمؑ کی فیاضی

طبقات میں ہے کہ مکہ میں کئی سال متواتر قحط پڑا، اس مصیبت میں گھروں کی ساری پونجی اٹھ گئی، اہل مکہ جاں بلب ہوگئے، لیکن قوم کو ملک کی عظیم ترین پونجی ''ہاشم'' موجود تھے۔ انہوں نے مصیبت ٹالنے کی خاطر شام کا سفر کیا، وہاں جاکر غلہ فراہم کیا، روٹیاں پکوائیں اور بڑی بڑی کہالوں میں بھر کر اونٹوں پر سامان زندگی بار کیا، مکہ کی اس مخلوق تک لائے جس سے ہمکنار ہونے کو موت ہاتھ پھیلا چکی تھی۔ ان روٹیوں کو چور کرایا، شوربے میں ڈلوا کر 'ثرید' تیار کرایا، پھر ان اونٹوں کو ذبح کیا جن پر زندگی کی بضاعت لد کر آئی تھی، قورمہ تیار کرایا اور بڑے بڑے پیالوں میں بھر کر کشاکش قحط سے نجات دلائی، اہل مکہ کے جان میں جان آئی موت کے منہ سے ہاشمؑ نے قریش کو نکال لیا۔ اس ایثار نے عمرو کو ہاشمؑ بنادیا۔ ''ہشم'' کے معنی روٹی چور کر کے شوربے میں بھگونا جیسا کہ عبداللہ ابن الزبعریٰ نے اپنے شعر میں کہا ہے کہ ''عمروؑ'' وہ ہیں جنہوں نے اہل مکہ کو اس وقت شوربے میں روٹی بھگوا کر کھلائی جب کہ وہ عظیم قحط کا شکار تھے، اس شعر میں ''ہشم'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

''عبداللہ ابن الزبعری'' کے اشعار کے علاوہ وہب بن عبد قصیٰ کے اشعار بھی ہیں، جن میں پورا واقعہ درج ہے۔ مفہوم یہ ہے کہ قوم کی ساری مصیبت کا بار ہاشمؑ نے اپنے قوی کاندھوں پر لے لیا، سرزمین شام سے مکہ والوں کے لئے آذوقہ بھر کر لائے اور تمام باشندگان مکہ کو از سر نو عروسِ حیات سے ہمکنار کیا، ساری قوم تکالیف کے بعد ان کے سحاب کرم کے نیچے آگئی۔

ہاشمؑ کے مقابل امیہ کی ناروا کاوش

ایثار کے ان بے نظیر کارناموں نے ہاشمؑ کی مقبولیت کو غیر فانی بنادیا تھا اور ان کی وجاہت، عظمت اور امارت کے سکّے تمام اقوام و قبائل کے تصورات پر جمادیئے تھے۔ کسی کی حقیقت نہ تھی کہ ان کے سامنے سر اٹھا سکے۔ مگر خدا برا کرے حسد کا، یہ تو پہلے اسی زمین کو فنا کرتا ہے جو اس کی پرورش کرتی ہے، معقول آدمی اس کی رہنمائی میں اچھا خاصا ابلیس ہوجاتا ہے۔

حسد نقص ذاتی کے شکم سے پیدا ہوتا ہے، مکمل افراد حسد نہیں کرتے البتہ ان سے حسد کیا جاتا ہے۔ یہاں بھی جب ہاشمؑ کی امارت ہمہ گیر ہوئی تو امیہ کو جو ہاشمؑ کا بھتیجا تھا حسد ہوا۔ ابن اثیر تاریخ کامل میں لکھتے ہیں کہ یہ حسد امیہ و ہاشمؑ کے درمیان دشمنی کا آغاز تھا۔ ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے کہ امیہ بن عبد شمس صاحب مال تھا، مال کے بل پر اس نے ہاشمؑ کا مقابلہ کرنا چاہا اور

انہیں امور کے بجالانے کی کوشش کی جو ہاشمؑ کرتے تھے، لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ وہ بات نہ پیدا ہوسکی۔ کرنے کو تو دعوت اس نے بھی کی اور کافی اہتمام کیا۔ مگر جو ہاشم سے بن آئی اس سے نہ بنی۔

طبری ناقل ہے کہ قریش کے خوش مذاق لوگوں نے اس کا مضحکہ اڑایا، اس پر وہ سخت ناراض ہوا اور ہاشمؑ کی شان میں گستاخی کی، پھر یہ مطالبہ کیا کہ اس کے متعلق پنچایت سے فیصلہ لیا جائے، ہاشمؑ نے خودداری کے ماتحت اس کو مناسب نہیں سمجھا مگر قریش نے اصرار کیا اور جوش دلا کر آمادہ کردیا۔ ہاشمؑ نے فرمایا میں اس شرط پر اس معاملہ کو پنچایت کے سپرد کرتا ہوں کہ ناکامیاب ہونے والے سیاہ آنکھوں والے پچاس ناقے نحر کرنا ہوں گے اور دس سال کے لئے مکہ سے ترک سکونت کرنا پڑے گی۔ امیہ نے شرط مان لی، دونوں نے کاہن انخزاعی کو پنچ بنایا۔ اس نے ہاشمؑ کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ اب عہد کے موافق ہاشمؑ نے ویسے ناقے لے کر مکہ میں ذبح کر کے اہل مکہ کی ضیافت کی اور امیہ شجرِ حسد لے کر شام چلا گیا، اور دس سال وہاں رہا۔ شام وامیہ کے ارتباط کی یہ پہلی کڑی ہے۔

طبری نے لکھا ہے کہ جناب عبدالمطلبؑ نے حرب بن امیہ سے اصلاح تعلقات کے لئے شاہ حبشہ نجاشی سے کہا تھا مگر اس نے دخل دینے سے انکار کردیا، تو ان دونوں نے نفیل بن عبدالعزیٰ کو پنچ بنایا۔ اس نے حرب سے کہا: ''اے ابوعمرو تم اس شخص سے نزاع کرتے ہو جو تم سے قد میں بڑا ہے۔ اس کا سر تم سے بڑا ہے، تم سے زیادہ وجیہہ ہے، تم سے کم برا ہے، جس کی اولاد تم سے زیادہ ہے، جو تم سے زیادہ سخی ہے، زیادہ طاقتور ہے، اس تمہید کے بعد اس نے عبدالمطلب کے حق میں فیصلہ کردیا۔ ''حرب'' یہ منظر دیکھ کر کہنے لگا۔ ''ہماری بدنصیبی ہے کہ ہم نے تم کو پنچ بنایا۔''

اس کے بعد اسی قسم کی سیادت وعظمت کے حسد میں خاندان بنی امیہ بنی ہاشم کا مقابلہ کرتا رہا، مگر روحانی جلالت کے واپس لینے میں کبھی کامیابی نہ ہوئی، اور کیسے ہوتی دنیاوی سطوت و ثروت کی دسترس سے روحانی امارت بہت بلند تھی۔ یہ منصب ناقابل سلب وغصب تھا، جیسا کہ امام رضا علیہ السلام نے مامون کے اصرار پر اسی نکتہ کو ارشاد فرمایا ہے کہ اگر یہ منصب خدا کی طرف سے تمہارا ہے تو تم بلا اس کی مرضی کے کسی دوسرے تک کیسے منتقل کرسکتے ہو، اور اگر تمہارا نہیں تو پھر تم دینے والے کون۔

نسلِ ہاشمؑ کی کرامت

جناب کے عقد کے متعلق ''حیات عبدالمطلب'' میں گذر چکا۔ یہاں یہ عرض کرنا ہے کہ یہ وہ بلند ہستی تھی جس کی نسل کو قدرت نے غیر فانی بلندی عطا کی، چنانچہ بخاری، مسلم، ترمذی میں عائشہ زوجۂ نبیؐ کے ذریعہ سے یہ ارشاد رسولؐ مذکور ہے کہ خدا نے بنی کنانہ سے قریش کا انتخاب کیا، اور قریش میں بنی ہاشم اس کو پسند آئے۔ دوسرے حدیث میں جس کو قاضی عیاض نے ''شفاء'' میں لکھا ہے یہ ہے کہ خدا نے اولاد ابراہیمؑ میں اسمٰعیلؑ کو، اسمٰعیل میں قریش کو اور قریش میں بنی ہاشمؑ کو پسند کیا اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا کہ بنی ہاشمؑ میں ہم کو منتخب قرار دیا۔

تاریخ ابوالفداء میں ہے کہ عائشہ نے کہا کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ مجھ سے امین وحی نے بیان کیا کہ عالم چھان ڈالا مگر کسی کو خدا کے حبیبؐ سے افضل و بہتر نہ پایا اور زمین کا چپہ چپہ دیکھ ڈالا لیکن کسی باپ کی اولاد بنی ہاشمؑ جیسی نہ پائی۔

رہی بنی امیہ کی ہستی تو جلال الدین سیوطی نے تفسیر درمنثور میں اس آیت کے ذیل میں ''**الم ترا الی الذین بدّلو نعمة اللہ کفراً** انہیں جانتے ہو جنھوں نے نعمت کا تشکر کفر سے کیا، فرماتے ہیں کہ ان سے مراد ملاعین شجرہ ملعونہ بنی امیہ ہیں اور ان کے ہم جنس بنی مغیرہ۔

بنی ہاشمؑ کے سامنے بنی امیہ کی یہ حقیقت ہے۔ طبقات ابن سعد میں ہے کہ ہاشم نے اپنا وصی اپنے برادر مطّلب کو بنایا تو بنی ہاشم اور بنی مطّلب ایک ہیں اور دوسرے دو بھائی، نوفل وعبدشمس

ان کی اولاد و نسل ایک ہے۔

نور و ظلمت کے ان دوراہوں کے بارے میں امیر المومنین علیہ السلام نے قول فیصل ارشاد فرمایا ہے۔ معاویہ نے وصیؑ رسول کو ایک خط لکھا تھا جس میں مطالبہ تھا کہ شام اس کے پاس رہنے دیں، عرب پر رحم کریں کہ ان کو جنگ کھا گئی۔ اور لڑنے والی جماعت دونوں کے پاس برابر ہے۔ اور ہم آپ دونوں عبد مناف کی نسل ہیں لہٰذا برابر ہیں۔

امامؑ جواب دیتے ہیں کہ جو میں نے کل تجھ کو نہیں دیا آج بھی نہیں دینے کا۔ رہا یہ کہ جنگ عرب کو کھا گئی تو یاد رکھو کہ جس کو حق کھا گیا وہ جنت پہنچا، اور جس کو باطل چاٹ گیا وہ جہنم پہنچا۔ اور عدو کی برابری تو سمجھ لو کہ تم راہ شک پر اتنے تیز رو نہیں، جتنا میں جادۂ یقین پر، اور شامی دنیا کے اتنے حریص نہیں جتنے عراق آخرت کے۔ رہی نسلی برابری تو یاد رکھو کہ امیہ و ہاشمؑ میں بڑا فرق ہے، حرب و عبد المطلبؑ میں مماثلت نہیں، ابوسفیان ابوطالبؑ کا ہمسر نہیں، مہاجر اسیر آزاد کردہ کے برابر کیسے صحیح النسب میں اور لگ لپیٹ کے ناتے جوڑنے میں بڑا فرق ہے، حق پرست اور باطل نواز میں کہاں کی ہمسری، ایماندار اور مفسد میں کیا برابری۔

(نہج البلاغہ)

جناب ہاشمؑ کی وفات

اس کے متعلق بھی ''حیات عبد المطلبؑ'' میں گذر چکا ۵۱۰ء میں شام کے شہر ''غزہ'' میں انتقال ہوا اور یہی جناب عبد المطلبؑ کا سال ولادت ہے۔ ان کی وفات پر کافی مرثیے لکھے گئے جن میں آپ کے بلند کردار کا تذکرہ ہے۔

اسد علی بقلمہ

یکم جمادی الثانی ۱۳۷۴ھ/ ۲۶ جنوری ۱۹۵۵ء

(سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن لکھنؤ نمبر ۱۵۴)

❀❀❀

نعت رسول کریمؐ

محترمہ تنظیم زہرا نقوی کنیز اکبرپوری

کون لا سکتا ہے احمدؐ کی قیادت کا جواب
دو جہاں میں ہے کہاں؟ ان کی رسالت کا جواب

دشمنوں کے ساتھ بھی ہر وقت ہے حسن سلوک
ہے یقیناً غیر ممکن اس شرافت کا جواب

قول زریں پر فدا ہونے لگے ہیں جان و دل
کون دے گا اس فصاحت اس بلاغت کا جواب

آسماں تک سرنگوں ہے دیکھ کر رفعت تری
خلق میں ممکن نہیں تیری جلالت کا جواب

سنگ دل کیا پتھروں نے پڑھ لیا کلمہ ترا
بس میں دنیا کے نہیں تیری حکومت کا جواب

ساری دنیا کی نگاہیں آپ پر مرکوز ہیں
کیا کبھی ممکن نہیں ہے ایسی صورت کا جواب؟

دے گئے ہیں دولت قرآن و عترت مصطفیٰؐ
دونوں عالم میں نہیں ہے ایسی دولت کا جواب

اے کنیزؔ صادقِ آل نبیؐ یثرب کو چل
خلد میں رہنا بھی کب ہے اس سکونت کا جواب

❀❀❀

آنے کو ہیں جہاں میں رسالت مآبؐ آج
ہنسنے پہ بھی ملے گا یقیناً ثواب آج

بدلا ہوا ہے رنگ دو عالم کا کس طرح
کھلنے کو ہے جو فضل و کرم کا گلاب آج

بے غیرتی عیاں ہے جہاں میں ہر ایک سو
انسان کس طرح سے ہوا بے نقاب آج

مصروفِ ذکرِ آلِ محمدؐ ہو گر کنیزؔ
پھر کون دے گا تیرے قلم کا جواب آج

❀❀❀